خلافت لائبریری ربوہ

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 449
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 46-81 نمبر 109 | منگل 25 ذوالحجہ 1416ھ 14 ہجرت 1375ہش 14 مئی 1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان

امراء، صدر صاحبان اور مربیان سلسلہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ 27- مئی 1996ء کو "یوم قدرت ثانیہ" کی مناسبت سے اپنے اپنے حلقوں میں پروگرام بنا کر احباب جماعت کو معلومات بہم پہنچائیں اور اپنی رپورٹس بھجوائیں۔

(نظارت اصلاح وارشاد)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے کہ جب میں کسی امر کے واسطے توجہ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دعا اپنے انتہائی نقطہ کو حاصل کرلے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دی جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے۔ دو دوستوں کی آپس میں دوستی کے قائم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ کبھی اس نے اس کی بات مان لی اور کبھی اس نے اس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ہمیشہ اس کی دعا قبول ہوتی رہے اور اس کی خواہش پوری ہوتی رہے وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 52)

خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

خدا تعالیٰ کی صفات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہماری روحانی بھلائی کے لئے ایک اور صفت کا پہچاننا بھی ضروری تھا اب میں اس کو لیتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ میں مختصراً یہ مضمون بیان کروں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے متعلق تو غیر محدود بیان چاہیئے۔ نہ آپ کی عمر غیر محدود کہ سن سکیں نہ میری یا کسی اور کی عمر اتنی لمبی کہ وہ سناتا چلا جائے۔ خدا تعالیٰ کے جلوے تو غیر محدود ہیں وہ بڑی شان والا ہے۔ وہ صفت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مالک ہے۔ ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ وہ ہمارے جسموں کا بھی مالک ہے وہ ہماری جان کا بھی مالک ہے وہ ہماری قوتوں اور صلاحیتوں کا بھی مالک ہے۔ وہ ہماری اولاد کا بھی مالک ہے۔ ہمارے پاس جو دولت ہے پیسے اور دوسرے اموال وغیرہ ہیں ان کا بھی مالک ہے۔ اصل مالک۔ حقیقی مالک وہی ہے اور ہمارا کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مالک ہونے کی صفت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارا کچھ نہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ مالک ہے اس لئے انسان کو یہ جاننا چاہئے کہ اس کے مقابل پر تمام حقوق سلب ہو جاتے ہیں مالک جو ہوا، تو اس کے مقابل پر حق کیا۔ یعنی خدا تعالیٰ کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میرا لڑکا تھا تو نے کیوں چھین لیا یا میرا روپیہ تھا تو نے کیوں ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ ضائع ہو جائے یا میرا جسم تھا اس کو مفلوج کیوں کر دیا۔ کچھ بھی میرا نہیں سب اسی کا ہے۔ یہ ہے مالک ہونے کے معنی۔ اس صفت کے متعلق حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا ایک حوالہ پڑھ کر آج کے خطبہ کو میں ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں:-

انسان نے جو اپنے مالک حقیقی کے مقابل پر اپنا نام بندہ رکھایا اور (ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) کا اقرار کیا۔ یعنی ہمارا مال، جان۔ بدن۔ اولاد سب خدا کی ملکیت ہے تو اس اقرار کے بعد اس کا کوئی حق نہ رہا جس کا وہ خدا سے مطالبہ کرے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جو درحقیقت عارف ہیں باوجود صدہا مجاہدات اور عبادات اور خیرات کے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے رحم پر چھوڑتے ہیں اور اپنے اعمال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے اور کوئی دعویٰ نہیں کرتے کہ

باقی صفحہ 7 پر

چاہئے کہ دعا کے واسطے روح پانی کی طرح بہہ جاوے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

سانحہ ارتحال

○ محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

عزیزم برادرم بشیر اصغر باجوہ جن کی مستقل رہائش لندن میں تھی چند دن کی علالت کے بعد مورخہ 2- مئی 96ء کو وفات پا گئے۔ 3- مئی 96ء بروز جمعہ تدفین عمل میں آئی۔ جنازہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے پڑھایا۔

پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا انہوں نے یادگار چھوڑا ہے۔ ایک بیٹی شادی شدہ ہے۔ دوستوں سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور ان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

نکاح و رخصتانہ

○ عزیزہ مکرمہ مبارکہ شریف صاحبہ بنت مکرم پروفیسر چوہدری محمد شریف صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ کا نکاح ہمراہ مکرم طاہر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب آف بھوڑو چک 18 ضلع شیخوپورہ بعوض حق مہر مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے مورخہ 23- فروری 1996ء کو محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بمقام بیت اللطیف دارالعلوم وسطی ربوہ بعد عصر پڑھا۔ یکم مارچ 1996ء کو تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی اس موقع پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے دعا کروائی۔ دوسرے روز چک بھوڑو میں دعوت ولیمہ کا اہتمام ہوا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔

درخواست دعا

○ مکرم حکیم بشیر احمد صاحب سابق انسپکٹر مال بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی جلد و کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ بمقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

14- ہجرت 1375 ہش 14 - مئی 1996ء

مرادیابی — حقیقی مرادیابی

ہم سب اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مرادیابی چاہتے ہیں۔ اور مرادیابی سے مطلب یہ ہے کہ حصول مدعا کے لئے سعی کرتے ہوئے کامیاب ہو جائیں۔ اگرچہ مراد بھی ہر شخص کی الگ الگ ہو سکتی ہے۔ اور اس مراد کا پورا ہونا بھی الگ الگ وسائل سے تعلق رکھ سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ ہماری مرادیں پوری ہو جائیں۔ اور اسی کے لئے ہم ساری تگ و دو کرتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر حالات میں لوگوں کی مرادیں پوری بھی ہو جاتی ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہ "مرادیابی" پالیتے ہیں۔ لیکن مرادیابی اور حقیقی مرادیابی میں بڑا فرق ہے۔ مرادیابی تو لمحاتی بھی ہو سکتی ہے اور حقیقی مرادیابی اپنے حقیقی نتائج کے ساتھ دیرپا اور ہمیشہ رہنے والی مرادیابی ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے روپے کی خواہش کی اس کے لئے تگ و دو کی اور اسے روپیہ مل بھی گیا۔ گویا کہ مرادیابی تو ہو گئی لیکن کون جانے کہ یہ روپیہ اس کے لئے مفید ثابت ہو گا یا نہیں۔ اس کی جان کو کوئی خطرہ لاحق تو نہیں ہو جائے گا۔ بعض اوقات ادھر روپیہ ملتا ہے اور ادھر کوئی شخص حملہ کر کے جان بھی گنوا دیتا ہے۔ گویا کہ مرادیابی حقیقی مرادیابی نہ بن سکی۔ اور ایسے واقعات ایک دو نہیں اور کبھی کبھی سامنے آنے والے بھی نہیں۔ اکثر ہوتے ہیں اور ہمیشہ سامنے آتے ہیں۔ حقیقی مرادیابی یہ ہے کہ انسان جو چاہتا ہے جو مانگتا ہے جو اس کی مراد ہے وہ اسے مل جائے اور اس کے لئے مفید ثابت ہو۔ دنیاوی زندگی میں بھی اور روحانی زندگی میں بھی۔ لیکن چونکہ مستقبل کے متعلق کوئی نہیں جانتا اور نہ مستقبل کے متعلق کسی کو کوئی اختیار حاصل ہے اس لئے لوگ محض مرادیابی ہی سے خوش رہتے ہیں۔ ادھر انہیں یہ خوشی حاصل ہوتی ہے اور ادھر اس کی ضرر رسانی ان پر وارد ہو جاتی ہے اور وہ مشکلات میں پڑ جاتے ہیں۔ حقیقی مرادیابی کے حصول کے لئے یہ بات لازم ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ خدا تعالیٰ جب کچھ عنایت کرتا ہے تو اس لئے عنایت نہیں کرتا کہ انسان مشکل میں پڑ جائے اور اسے مضرت رسانیوں کا سامنا ہو۔ بلکہ وہ اس کے فائدے کے لئے ایسا کرتا ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے اور خدا تعالیٰ اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے۔ اور پیار کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اس کے کاموں میں افادیت کو بڑھا دیتا ہے۔ اس کی مرادیابیوں کو نامکمل نہیں رہنے دیتا۔ اور ان کے اثرات کو جلد ختم ہونے نہیں دیتا۔ ایسا ممکن بنانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا زیادہ ضروری ہے اپنی ضرورت کے حصول کے لئے' اپنی مرادیابی کے لئے جدوجہد تو لازمی ہے۔ لیکن اس جدوجہد کے آغاز سے پہلے بھی اور جدوجہد کے دوران بھی خدا تعالیٰ سے دعا کی جانی چاہئے کہ وہ خوش حالی کو حقیقی خوش حالی بنائے اور ہر قسم کی مصیبت اور رنج اور نقصان سے محفوظ رکھے۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اگر ہم اس سے مانگیں تو وہ اپنے وعدہ کے مطابق دیتا بھی ہے۔ اسی بات کو واضح کرنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا ایک ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے۔ بلکہ وہ خوش حالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے"

پس ہمیں اپنی جدوجہد اور تگ و دو کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے بہتر نتائج کے حصول کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اس طرح نہ صرف مرادیابی ہوگی۔ بلکہ حقیقی مرادیابی۔

فرق کو ملحوظ رکھ 'تیرے' 'ترے' کے درمیاں
ورنہ شعروں کا مزہ بھی کرکرا ہو جائے گا
راز ہے املا کا یہ' اس کو ہمیشہ یاد رکھ
لوگ مانیں گے تجھے تیرا بھلا ہو جائے گا

ابوالاقبال

چوہدری عبداللہ خان صاحب کی یاد میں

پاکستان کے ایک معروف و مشہور شاعر صہبا اختر حال ہی میں وفات پا گئے۔ صہبا اختر نے محترم چوہدری عبداللہ خاں صاحب (برادر حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب) کی وفات پر درج ذیل اشعار کہے تھے جو 10- اکتوبر 1969ء کے الفضل کے شمارہ میں شائع ہوئے تھے۔ (ادارہ)

نطق' جیسے ارغنوں شعر' تصویر بتاں!
گفتگو' قند و نبات شہد لب' شیریں زباں
خود ہی شمع انجمن خود طوافِ دوستاں
اک تبسم زیر لب لوحِ دل کا ترجماں
دوستوں کی دوستی برتر از سود و زیاں
ہر ضرورت مند پر بے ضرورت مہرباں
زندگی بھر ساتھ ساتھ اِک گروہِ عاشقاں
پیار سے سمٹا ہوا ایک بحرِ بیکراں
ایک مشتِ خاک میں اِک جہاں اندر جہاں
بزم ہو تو سانس سانس اِک حدیثِ دلبراں
رزم ہو تو عزم سے دفعتاً آتش بجاں

فطرتاً خشبوئے گل
صورتاً سرو رواں

صبح' احمد پاک میں ہر نفس رطب اللساں
دن' ادائے فرض میں صرفِ محنت بے تکاں
شام' علم و شعر کی صرف آشفتہ سراں
پھر حضورِ کردگار رات بھر بیداریاں

اور اپنے دل میں چپ
ساحرِ خوابِ گراں!

احمدیت کے لئے دل لہو' سینہ تپاں
منزلوں گردِ سفر راہ کی دشواریاں
مشعل عزم و عمل ربوہ ہو' یا قادیاں
دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ منقلب اک داستاں
جس کے اک اک حرف پر احمدیت حکمراں
دل سا نازک آئینہ سنگباران جہاں
کیسے ہمت ہارتی دین کی تاب و تواں
ہر قدم' ثابت قدم ہر زماں' اِک امتحاں
جانِ احمدؑ کا یقیں بے نیازِ ہر گماں
حق کی عظمت کے لئے یوں بھی دیکھا ناگہاں

پھول کی پتی سا دل
بن گیا کوہِ گراں!

چہرۂ مہتاب زرد دامنِ شب خونچکاں
بجھ گئی وہ روشنی رہ گیا باقی دھواں
وائے اے دنیائے دوں تو ہے اور اہل فغاں
دیکھ اے چشم زمیں دیکھ ظالم آسماں
آنے والے آئیں گے جانے والا پھر کہاں
جو بھر بزمِ سخن کل تلک تھا نغمہ خواں
میں اسی کا نوحہ گر میں اسی کا نوحہ خواں
قلب سے پھوٹا لہو آنکھ سے جوئے رواں
اس سیہ قرطاس پر کیسے لکھوں الاماں
چوہدری عبداللہ خاں

چوہدری عبداللہ خاں

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشمیر کاز

حضرت امام جماعت الثانی کے سوانح جلد سوئم کا ایک اقتباس

کشمیر کمیٹی کے کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لئے کانگرسی مسلمانوں نے یہ پراپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ حضرت صاحب کا اصل مقصد تو احمدیت کی تبلیغ و اشاعت ہے مگر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات اتنی وسیع- اتنی متنوع اتنی موثر اور اتنی دور رس اور نتیجہ خیز تھیں کہ باشعور مسلمانوں نے اس پراپیگنڈہ کو بجا طور پر ہندوؤں اور ریاستی حکام کی سازش قرار دیا- حضرت صاحب نے بھی اس کے متعلق اپنے بیانات میں خوب روشنی ڈالی- اپنی ایک معرکتہ الآرا تقریر میں کشمیر کمیٹی کے بعض فیصلوں اور علامہ اقبال ڈاکٹر ضیاء الدین- ملک برکت علی- مشیر حسین قدوائی- مولانا حسرت موہانی- مولانا شفیع داؤدی- ڈاکٹر شفاعت احمد- خواجہ حسن نظامی- مولانا عبدالحمید ظفر- مولوی محمد ابراھیم سیالکوٹی- مولوی محمد اسماعیل غزنوی- مولوی میرک شاہ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

یہ کیا ہوا چلی کہ مذہبی لیڈر علوم دینیہ کے ماہر آزادی و حریت کے رہنما فلسفہ و شعر میں کمال رکھنے والے سب کے سب نے مل کر یکدم فیصلہ کر لیا کہ آؤ ایسا دھوکہ کریں کہ سب دنیا احمدی ہو جائے- میرے پاس وہ کون سا جادو تھا کہ ان سب کو اس سازش میں شامل کر لیا- مولوی میرک شاہ اور خواجہ حسن نظامی بھی میرے ساتھ اس میں شامل ہو گئے- پھر ابو بکر صاحب کو بنگال میں مذہبی لحاظ سے جو پوزیشن حاصل ہے وہ پنجاب میں ایک شخص کو بھی نہیں- بیس تیس لاکھ کے درمیان ان کے مرید ہیں- انہوں نے بھی اپنے بیٹے کو اس سازش میں شریک کر دیا- اور اگر یہ صحیح ہے کہ میں نے مسلمانوں کے ان تمام لیڈروں پر جادو کر دیا ہے تو کیا میں ایسا جادو سیالکوٹ کے عوام پر ہی نہیں کر سکتا- وہ میرے افسوں سے بچ جانے کی امید کس طرح کر سکتے ہیں- میں تو اس صورت میں سیالکوٹ کی گلی گلی میں احمدیت پھیلا دوں گا- وہ قوم جو یہ تسلیم کرتی ہے کہ اس کے چوٹی کے لیڈروں پر میرا جادو چل گیا وہ کس طرح یہ گمان کر سکتی ہے کہ اس کے عوام محفوظ رہ سکتے ہیں- مگر یہ کہنا میری نہیں خود ان لوگوں کی اپنی ہتک ہے جو ایسا کہتے ہیں- یہ بات بالکل غلط ہے- اگر ان لوگوں کو اس تحریک میں احمدیت کا ذرا بھی اثر نظر آتا تو ان کو کیا مجبوری تھی کہ میرے ساتھ اس طرح شامل ہو جائے- اگر مخالفت کا موقعہ ہوتا تو یقیناً یہی لوگ مخالفت کرتے جو اس وقت میرے ساتھ ہیں سو یہ محض وہم ہے بلکہ وہم بھی نہیں ہنگامی جوش کی وجہ سے جنون کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے- جس کے باعث خلاف حقیقت باتیں ان لوگوں کی طرف سے کہی جا رہی ہیں...... میں احرار والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی یہاں بیٹھا ہو تو جا کر اپنے دوستوں کو سنا دے- میں ان پتھروں کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا- اور اس وجہ سے ان پر کوئی غصہ نہیں- انہیں چاہئے کشمیر کے مظلوم بھائیوں کی خاطر اب بھی ان باتوں کو چھوڑ دیں- وہ آئیں میں صدارت چھوڑنے کے لئے تیار ہوں لیکن وہ عہد کریں کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے فیصلے کی اتباع کریں گے- ان کے اخلاق آج ہم نے دیکھ لئے ہیں- وہ آئیں اور ہمارے اخلاق بھی دیکھیں- میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ صدارت چھوڑ دینے کے بعد بھی میں اور میری جماعت ان کے ساتھیوں سے بھی زیادہ ان کا ہاتھ بٹائیں گے- صدارت میرے لئے عزت کے لئے نہیں عزت خدمت سے حاصل ہوتی ہے-

سید القوم خادمھم- اگر کام نہ کیا جائے تو صرف صدر بننے سے کیا عزت حاصل ہو سکتی ہے- وہ تو ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی مجنون کہے میں بادشاہ ہوں- بغیر خدمت کے اعزاز حاصل نہیں ہو سکتا- میرے ذمہ تو پہلے ہی بہت کام ہیں- اتنی عظیم الشان جماعت کا میں امام ہوں اور اس قدر کام کرنا پڑتا ہے کہ بارہ ایک بجے سے پہلے شاید ہی کبھی سونا نصیب ہوتا ہو- میں نے تو یہ بوجھ صرف اس لئے اٹھایا ہے کہ کشمیری مسلمانوں کی آئندہ نسلیں دعائیں دیں گی اور کہیں گی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا بھلا کرے جن کی کوشش سے آج ہم آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں- ان کے لئے بھی موقعہ ہے کہ کشمیریوں سے دعائیں لیں..... آخر میں سب حاضرین سے اور ان سے جن تک میرا یہ پیغام پہنچے کہتا ہوں کہ اٹھو اپنے بھائیوں کی امداد کرو- اپنے کام بھی کرتے رہو مگر کچھ نہ کچھ یاد ان مظلوموں کی بھی دل میں رکھو- جہاں اپنے خانگی معاملات اور ذاتی تکالیف کے لئے تمہارے دلوں میں ٹیسیں اٹھتی ہیں وہاں ایک ٹیس ان مظلوموں کے لئے بھی پیدا کرو- اور ان آنسوؤں کی جھڑیوں میں سے جو اپنے اور اپنے متعلقین کے لئے برساتے ہو اور نہیں تو ایک آنسو ان ستم رسیدہ بھائیوں کے لئے بھی ٹپکاؤ- مجھے یقین ہے کہ تمہاری آنکھوں سے ٹپکا ہوا ایک ایک آنسو جس کی محرک سچی ہمدردی ہو گی ایسا دریا بن جائے گا جو ان غریبوں کے تمام مسائل کو خس و خاشاک کی مانند بہا کر لے جائے گا اور اس ملک کو آزاد کر دے گا-

یاد ماضی

عبدالسلام اختر ایم اے

محترم بابو محمد نواز صاحب آف سیالکوٹ

خاکسار کے خسر محترم جناب بابو محمد نواز خان صاحب جن کی وفات 8- اور 9- نومبر کی درمیانی رات کو ہوئی- سیالکوٹ کے قدیم باشندوں اور احمدیت کے قدیم شیدائیوں میں سے تھے- اپنے محبوب بزرگوں کا تذکرہ- خود انسان کے اپنے اخلاق کی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے- لیکن محترم خان صاحب کے بعض اوصاف حمیدہ اتنے نمایاں تھے- اور ان کی بعض خوبیاں ایسا رنگ رکھتی تھیں- کہ ان کا ذکر کئے بغیر دلی تسکین نہیں پاتا-

محترم خان صاحب امامت اولیٰ کے ابتدائی ایام میں بیعت کی اور پھر بیعت کے فوراً ہی بعد اپنے ایمان میں ایسی استقامت اور اپنے اخلاص میں ایسی پختگی دکھائی- کہ ڈیرہ اسماعیل خاں میں جہاں ان کے بھائی اور دیگر رشتہ دار نہایت اعلیٰ عہدوں اور وسیع زمین پر متمکن تھے- باوجود ان کے شدید اصرار کے نہیں گئے- مجھ سے کئی دفعہ انہوں نے کہا کہ "وہ لوگ مجھے بڑے اصرار سے بلاتے ہیں- مگر ان کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں- اور مجھے بار بار خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے کوئی طعنہ دیں یا طنز کریں- میں اسے برداشت نہیں کر سکوں گا- اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہی رشتہ جوڑا ہے- تو غیر اللہ کے آگے جھکنا کیا معنی؟ زیادہ سے زیادہ جائیداد یا زمین ہی ہے نا؟ یہ چیزیں تو سب یہیں رہ جاتی ہیں-" ان کی ایک بہن جو اب نہایت ضعیف ہو چکی ہیں- ہنوز ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہیں- دونوں بہن بھائیوں میں شدید محبت تھی- مگر غالباً 25- سال سے دونوں نے ایک دوسرے کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا- البتہ دونوں طرف سے جب ان کے عزیز ایک دوسرے سے ملتے تو وہ بتاتے- کہ بہن آہ بھر کے کہتی ہے کہ کاش ایک دفعہ میرا بھائی میرے پاس آ جائے تو میری بھی عید ہو جائے مگر محترم خاں صاحب نے ارادہ کیا- کہ وہاں نہیں جانا- تو پھر ہرگز نہیں گئے- بہن کا ذکر آتا تو آب دیدہ ہو جاتے آخر وقت تک یہی کیفیت رہی- اللہ تعالیٰ کے لئے یہ.... خال خال ملتی ہے-

محترم خان صاحب اپنی سروس کے ابتدائی ایام میں صوبیدار میجر تھے- اور وہاں سے اپنی ملازمت پوری کر کے سیالکوٹ میں آباد ہوئے اور سنگر مشین کمپنی کی ایجنسی لے لی- نہایت جفاکش- محنتی اور انتہائی سادہ مزاج تھے اپنے عزیزوں اور بچوں سے بے حد پیار اور شفقت کا سلوک رکھتے تھے شام کو جب گھر آتے تو بچوں کے لئے فروٹ- رس اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں ضرور ساتھ لاتے- پھر اپنے ہاتھ سے انہیں کھلاتے اور خوش ہوتے- اپنی ذاتی ضروریات کے لئے ہرگز کسی پر بوجھ نہ بنتے- میں نے اکثر دیکھا کہ اگر کوٹ یا قمیص کا کوئی بٹن لگانا ہوتا تو اپنی ڈبیا میں سے سوئی دھاگہ نکال کر خود بٹن لگاتے آخر شب کی عبادت کے لئے پانی خود گرم کرتے اور اپنے لئے یا بچوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو باوجود بڑھاپے کے ڈاکٹر کے پاس خود دوائی لینے کے لئے چلے جاتے تھے اور پھر اسے بڑی احتیاط کے ساتھ استعمال کرتے- خود بچوں کو بھی ہمیشہ یہ نصیحت کرتے کہ وہ اپنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بھی سلیقے سے رکھیں- اور اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی قدر کریں- ان سے اگر غفلت یا لاپروائی دیکھتے تو ان کی چیزوں کو اٹھا کر قرینے سے ان کی جگہ پر رکھ دیتے- اور پھر خاموشی سے دعاؤں میں مصروف ہو جاتے-

ایک دفعہ میں بمعہ اہلیہ اور بچوں کے ان کے ہاں قیام پذیر تھا- رات کو ہم لوگ باتیں کر رہے تھے کہ میں نے اہلیہ سے کہا- کہ میں صبح عبادت کے فوراً بعد چائے پینا چاہتا ہوں کیونکہ صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب ایک میٹنگ ہے اس میں شامل ہونا ہے- سردیوں کے دن تھے صبح 5 بجے کے قریب مری آنکھ کھلی میں غسل خانہ گیا- وضو کیا واپس کمرے میں آکر عبادت پڑھی اسی دوران میں میں نے باورچی خانے میں سے برتنوں کے دھلنے کی آواز سنی اور پھریوں محسوس ہوا- جیسے کوئی چولھے میں پھونکیں مار کر آگ جلا رہا ہے- جب میں عبادت ختم کر کے کچن میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ خان صاحب نے چائے کی کیتلی چولھے پر رکھی ہوئی ہے اور ڈبل روٹی کے ٹکڑے کاٹ رہے ہیں- میں حیران رہ گیا- مگر وہ ہنس کے کہنے لگے کہ آپ کی اہلیہ تو ابھی سوئی ہوئی ہیں- میں نے سوچا- کہ آپ کو چائے کے بغیر تکلیف ہو گی- کیوں نہ میں خود ہی چائے بنا دوں-" میں کچھ شرمندہ ہوا- اور میں نے کہا- خاں صاحب! اگر آپ نے ہی چائے بنانی تھی- تو میں خود ہی بنا لیتا- آپ نے تکلیف کیوں کی "وہ کہنے لگے- اس میں تکلیف کی ہرگز کوئی بات نہیں- آپ اپنے گھر کا چھوٹے سے چھوٹا کام خود کرتے ہیں- تو کیا آپ کے لئے یہ ایک چھوٹا سا کام میں نہیں کر سکتا؟

ان کے اندر غیرت نفس اور جاہ و جلال سے اجتناب کی دو خصوصیتیں ایسی تھیں- کہ میں بعض اوقات نفسیاتی طور پر اس کا آغاز معلوم کرنے کی خواہش کرتا اور میرا دل محسوس کرتا- کہ یقیناً ان کے خاندان میں یا آباء و اجداد میں میں کوئی غیر معمولی واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے- یا پھر

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ابھی بہت اندھیرا ہے

چند سال ہوئے ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ وہ دن ہی ایسے جلسوں کے تھے' حاکم وقت لوگوں کو کسی نہ کسی چیز میں الجھائے رکھنے کے قائل تھے۔ مقصد ان کا اصل حقائق سے توجہ ہٹانا تھا۔ دعوتیں ہوں۔ خاطر مدارات ہو۔ مختلف طبقوں کے لوگ اکٹھے ہوں۔ حکومت وقت کی دانشمندی کے گن گائیں۔ حاکم وقت پہ تعریف و توصیف کے ڈونگرے برسائیں۔ بہرحال اب کے بھی بہت رونق تھی۔ تقریب کا موضوع تھا! پاکستان کا مسئلہ نمبر1 دانشوروں نے اپنی دانشوری بگھاری۔ کئی مسئلے ابھارے۔ مگر نقار خانہ میں سب آوازیں ایک دوسرے میں مدغم ہوگئیں۔ اتنی دھواں دھار تقریریں ہوئیں کہ بس دھواں ہی دھواں ہوگیا۔ اور انجام وہی: نشستند - گفتند و برخاستند- شاید کہیں سے نہیں سی آواز میں یہ صدا ابھی بلند ہوئی ہو کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ناخواندگی کا ہے۔ اگر سوچا جائے تو بیس- تیس سال پہلے بھی یہ اہم تھا اور آج بھی یہ ایک مسئلہ ہے جو حل ہونے کی بجائے دن بدن گھمبیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ آیئے اس پہ بات کرتے ہیں۔ لیکن یہ ہوا میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ہمیں اعداد و شمار کی بھرمار میں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارے ہاں اعداد و شمار خود ایک مسئلہ ہیں۔ مجھے تو ان کی بھول بھلیوں میں سے کئی بار گزرنا پڑا۔ ایک بار اسی سے متعلق کام ہو رہا تھا تو گورنمنٹ کی شائع شدہ پانچ تصانیف سامنے رکھیں۔ اور پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ ہر ایک مختلف راگ الاپ رہی تھی۔ ہر ایک کے اعداد و شمار مختلف۔ نہ ان میں کوئی ربط۔ نہ یگانگت نہ مطابقت۔ اب مانیں تو کس کی مانیں۔ لیکن کسی بھی سکیم کو ترتیب دینے کے لئے اعداد و شمار کو ہی بنیاد بنانا پڑتا ہے۔ سو آیئے ان کا سامنا کریں'

اس وقت میرے سامنے دو رپورٹیں ہیں ایک پنجاب گورنمنٹ کی 1992ء کی اور دوسری وزارت تعلیم کی 1995ء کی۔ اب ملاحظہ ہوں ان میں درج شدہ اعداد و شمار وزارت تعلیم کی رپورٹ ایک صفحہ پر کہتی ہے کہ پاکستان میں 1990ء میں شرح خواندگی عورتوں اور مردوں میں بالترتیب21% اور 47% اور مجموعی طور پر 33 فیصد تھی۔ دوسرے ہی صفحہ میں یہ نقشہ بدل جاتا ہے اب یہی اعداد 24-49-39 فی صد ہو جاتے ہیں اور آگے بڑھیں تو یہ 28-49 اور 37 فی صد ہو جاتے ہیں (بظاہر تھوڑا تھوڑا فرق۔ مگر ایک ہی رپورٹ اور وہ بھی 26 صفحات کی' اس میں ایک ہی اعداد و شمار کیوں نہیں؟) اب دوسری رپورٹ تک چھلانگ لگائیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ بھونچال آگیا اب یہی اعداد و شمار 16-35-26 ہو جاتے ہیں۔ گویا ایک رپورٹ کے لحاظ سے پاکستان کی شرح خواندگی 39 فی صد ہے اور دوسری کے لحاظ سے 26 فیصد اور یہ کوئی معمولی فرق نہیں۔ کس کو بنیاد بنایا جائے۔ شاید ہم یہاں اتنے مصروف ہیں کہ دوسری رپورٹ کا مطالعہ تو کجا؟ ہم ایک ہی رپورٹ کے صفحے الٹ پلٹ کر نہیں دیکھ سکتے کہ ہم نے پہلے کیا اعداد و شمار دیئے ہیں۔ تو یہ ہیں تضادات جن کا ہم شکار ہیں۔ بہرحال ہمیں اپنے خوابوں کے محل کی بنیاد تو اعداد و شمار پر ہی رکھنی پڑے گی مگر چھوڑیئے اس بحث کو۔ آیئے تکلیف دہ صورت حال کا احساس کریں۔

اوپر دیئے گئے اعداد و شمار سے ہم (اتنا اخذ کر سکتے ہیں کہ پاکستان کی شرح خواندگی 39 اور 26 فی صد کے درمیان ہوگی۔ چلئے فرض کر لیتے ہیں کہ 30 فی صد ہے (گو اس کو بھی لوگ تسلیم کرنے کو تیار نہیں) اس کا مطلب یہ ہوا کہ سو میں سے ابھی 70 لوگ ناخواندہ ہیں۔ مگر مسئلہ ایک اور بھی ہے اور وہ ہے کہ سکولوں میں داخلہ کتنے فی صد لوگ لے رہے ہیں۔ اس کے لئے پھر مختلف اعداد و شمار ملتے ہیں مگر اب میں قارئین کو مزید ان میں نہیں الجھانا چاہتا۔ ایک رپورٹ یہ کہتی ہے کہ کوئی 60 فیصد چار پانچ سال کے بچے سکولوں میں داخل ہوتے ہیں۔ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے (اگرچہ اسے بھی مبالغہ آمیزی سے تعبیر کیا گیا ہے) تو بھی 40 فی صد پہ سکول کے دروازے بند رہتے ہیں۔ اور یہ جو 60 فی صد سکول کے اندر چلے گئے ان میں سے بھی 30 فیصد ماسٹر صاحب کے ڈنڈے سے۔ یا غیر دلچسپ طریق تعلیم سے یا سکول کے ماحول کا کسی کشش سے عاری ہونے کے سبب' یا ذاتی حالات کی بنا پر' سکول سے بھاگ اٹھتے ہیں یا اسے الوداع کہہ دیتے ہیں گویا 40 فیصد میں مزید 20 فیصد کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اس طرح تعلیم سے محروم رہنے والوں کی تعداد مقررہ عمر کے 60 فیصد بچوں تک پہنچ جاتی ہے۔ گویا روشنی کی بجائے ہر سال اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ مگر بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ ایک اور مشکل مقام کا بھی جائزہ لیجئے۔

ہماری آبادی 3.1 فی صد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے اور اس تیز رفتاری کے نتیجہ میں 2050 میں پاکستان کی آبادی اڑتیس کروڑ سے تجاوز کر جائے گی اور ہم آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا بڑا ملک قرار دیئے جائیں گے جبکہ اس وقت ہم ساتویں نمبر پر ہیں (چلئے کسی جہت سے تو ہم نے ترقی کی اور ساتویں پوزیشن سے تیسری پوزیشن تک پہنچ گئے؛ اب ایک نظر پیچھے کی طرف ڈالتے ہیں۔ 1985ء میں مجھے پرائمری تعلیم کے متعلق ایک کتاب پہ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس میں میں نے لکھا کہ 5 اور 9 سال کی عمر کے ایک کروڑ چوالیس لاکھ بچوں میں سے صرف ستر لاکھ سکول داخل ہو سکے۔ آج پاپولیشن ایکشن انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق ہماری آبادی میں ہر سال 40 لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے جو بتدریج بڑھتا چلا جائے گا۔ اور اگر ہم نے نئے سکول کھولنے کے عمل میں بڑی فیاضی سے کام لیا تو بھی بمشکل دس لاکھ بچوں کی مزید گنجائش نکل سکے گی۔ گویا کہ 1985ء کے 75 لاکھ ان پڑھوں میں ہر سال 20 سے 30 لاکھ کا اضافہ ہوتا رہا ہے اب یہ تعداد کوئی تین۔ ساڑھے تین کروڑ تک پہنچ چکی ہے اور یہ مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یعنی ہمارے ہاں خواندگی میں بہت کم اور ناخواندگی میں بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں کبھی کبھی جوش ضرور آ جاتا ہے اور ہم عزم کرتے ہیں یا دہراتے ہیں کہ روشنی پھیلائیں گے لیکن باوجود ہماری نیک خواہشوں کے اور باوجود چند ایک سکیموں کے روشنی سمٹ رہی ہے اور اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ ہر سال ہم ان پڑھوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

یہ ہے ہمارا مسئلہ آپ نے دیکھا کہ کتنا گھمبیر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مگر اس کا حل کوئی اتنا مشکل بھی نہیں۔ لیکن اس کے لئے ہماری سوچ کا زاویہ درست ہونا چاہئے ہم کروڑوں نہیں اربوں روپے تعلیم کی مختلف سکیموں پہ لگا رہے ہیں۔ کہیں ورلڈ بینک کہیں ایشین ڈویلپمنٹ بینک اور کہیں کسی دوسری انٹرنیشنل ایجنسی کے سامنے ہم کاسئہ گدائی رکھے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہمیں بڑی فیاضی سے قرض دے رہے ہیں اور ہم اسی فیاضی سے انہیں ایسی سکیموں پر خرچ کر رہے ہیں جو نسبتاً کم مفید ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنا قبلہ درست کر لیں۔ ہمت کر کے اپنی اغراض کو پس پشت ڈال کر ساری توجہ اور سارا پیسہ پرائمری تعلیم کے لئے وقف کر دیں۔ اور ایسی سکیم پہ مستقل مزاجی اور دیانتداری سے عمل کریں (میں پھر مستقل مزاجی اور دیانتداری پر زور دوں گا کیونکہ ان ہی کا ہماری بہت سی سکیموں میں فقدان رہا ہے) تو ہم یقیناً منزل کے بہت قریب پہنچ سکتے ہیں۔ وسائل یقیناً موجود ہیں یہ ہماری کوتاہ نظری ہے۔ کچھ کچھ خود غرضی اور بہت کچھ پلاننگ اور اس پہ عمل درآمد کا قصور ہے کہ ہم ابھی تک اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ ایک ورلڈ بینک کی سکیم ہے اربوں روپے کی لاگت آ رہی ہے مگر اس کی کامیابی کا امکان مخدوش ہے اگر وہی رقم پرائمری سکولوں پہ خرچ کی جائے تو یقیناً ہم اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہمیں بہت سے سکول کھولنے ہیں۔ بچوں کو ترغیب دے کے ان میں لانا ہے اور ایسا انتظام کرنا ہے کہ بچے وہاں سے بھاگ نہ اٹھیں۔ فقط سکول کھولنے سے ایسے سکول جو اپنی حالت زار پر رو رہے ہوں' مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ گاؤں کے پرائمری سکول ملاحظہ کریں۔ اکثر کی چار دیواری نہیں۔ بہت میں بچوں کی پیشاب گاہ نہیں۔ کھیل کا سامان عنقا ہے۔ اور سب سے افسوس ناک یہ امر کہ بچوں کے بیٹھنے کا بھی کوئی سامان نہیں۔ بچوں کو ننگی زمین پر بچشم خود بیٹھے دیکھا ہے۔ زمین تپ رہی ہے یا یخ ہو رہی ہے تو کیا ایسے بچوں سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ بڑے اطمینان سے اس پہ بیٹھ کر بڑے انہماک سے اور دلچسپی سے استاد کی بات سنیں گے یہ محض اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ کچھ تو انہیں سہولت دیجئے جن سے ہم بڑی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں کمرہ جات اور ماحول کو کسی حد تک تو پر کشش بنایا جائے تا بچے کو سکول سے وابستگی پیدا ہو۔ انہیں اس میں پانچ چھ گھنٹے گزارتے ہوئے خوشی محسوس ہو۔ اور پھر دوسری اہم بات یہ ہے کہ استاد کی بہتری کے سامان بھی کیجئے۔ اور اس کو بہتر استاد بنانے میں بھی مدد دیجئے..... پرائمری کے استاد کا مبلغ علم بڑا واجبی سا ہوتا ہے بلکہ شاید اسے بھی مبالغہ آمیزی سمجھا جائے۔ اسے کم از کم اتنی تربیت تو دیجئے کہ وہ پڑھانے کا بہتر طریق اپنا کر اپنے سبق کو کسی حد تک بہتر بنا سکے تا بچے اپنے سبق میں دلچسپی لینے لگ جائیں۔ اور وہ استاد کی گھرکی' گالی (ہاں استاد گالی بھی نکالتا ہے) یا اس کے مولا بخش سے خوفزدہ ہو کر بھاگ نہ اٹھیں۔ مجھے بنگلہ دیش میں بعض پرائمری سکول دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ استانیاں محض میٹرک پاس بلکہ بعض اس سے بھی کم پڑھی ہوئیں۔ مگر بچوں کے چہرے روشن اور ان کی آنکھوں میں چمک۔ اتنی دلچسپی سے پڑھ رہے تھے اور ایسا انجائے کر رہے تھے کہ شاید ان کا چھٹی کے وقت بھی سکول سے جانے کو جی نہ چاہتا ہوگا' اور اس کی وجہ کیا تھی۔ یہ نہیں کہ سکول کی عمارت شاہانہ تھی۔ نہیں بانس اور گھاس کی جھونپڑی۔ کچا فرش مگر صاف ستھرا۔ مگر اس انتہائی سادہ کمرہ جماعت میں ایک ایسی استانی تھی جو سبق میں دلچسپی پیدا کر رہی تھی' وہ یقیناً کوئی خاص مخلوق نہیں تھی۔ سادہ سی۔ عاجز سی۔ استانی۔ مگر اس کی پیشہ ورانہ تربیت کا نظام بہت اعلیٰ تھا ہر استانی ہر ماہ ایک دن کے لئے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جاتی اور اپنے ذاتی نہیں' بلکہ تعلیمی مسائل پیش کرتی اور اسے ان کے متعلق راہنمائی ملتی۔ اور اس مستقل اور مسلسل تربیت کے زیر اثر اس کے پڑھانے کا انداز بہت سے بہتر ہوتا جاتا۔ کیا ہم کوئی ایسی سکیم یہاں نہیں اپنا سکتے۔ ہم انڈونیشیا کی بات تو کرتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہم سے کتنے آگے نکل گئے ہیں۔

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

حرف کی صورت

غفار شاد کا پہلا شعری مجموعہ حرف کی صورت حال ہی میں کراچی سے شائع ہوا ہے۔ غفار کے متعلق احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں "غفار شاد کے باطن میں جذبات و احساسات کا لاوا انہیں غزلیں کہنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ تخلیقی وفوران سے بیشتر یاد رہ جانے والے اشعار کہلواتا ہے۔ اور وہ گوشہ تنہائی میں بیٹھے اپنے ملک کے تہذیبی سرمائے میں اضافے کرتے رہتے ہیں "حرف کی صورت" ایک ایسے شاعر کے کلام کا مجموعہ ہے جسے شاعری کا کوئی ادعا نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے شعروں میں بے ساختگی کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ رسما" شعر نہیں کہتا اس لئے اس کے ہاں آورد نام کو بھی نہیں ہے۔ ایک وارفتگی ہے جس نے غزلوں کی صورت اختیار کرلی ہے۔"

چنانچہ غفار خود کہتے ہیں۔

ذرہ ہوں میں تو دے مجھے صحرا کی وسعتیں
قطرہ ہوں میں تو مجھ میں سمندر اتار دے

پیام شاہجہان پوری کا کہنا ہے

"مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ کا انداز سخن بہت اچھا ہے۔ عام روش سے ہٹ کر بہت اچھے اور زندہ رہنے والے شعر آپ نے کہے ہیں۔ انفرادی نظموں پر محترم رئیس امروہوی نے اپنے خطوط میں داد دی ہے۔ یہ مجموعہ رئیس صاحب کی وفات کے بعد شائع ہوا۔

اپنے تعارف کے لئے غفار شاد کا کہنا ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ اب یہ سچ ہے کہ میں اس وقت اسی کیفیت سے دوچار ہوں۔ یعنی گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص کی زندگی ایک کتاب کی مانند ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مرتب کیا جانا شرط اول ہے سو میں اپنی کتاب زندگی مرتب نہیں کر رہا۔ کیونکہ نارسائیوں کی فہرست بہت طویل ہے اور اسی سبب سے میں انہیں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ یوں کہئے کہ "اپنی نارسائیوں کی مجھے ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم" اس کے ساتھ ساتھ تو انعامات خداوندی کا شمار کیا جانا بھی میرے لئے ناممکن ہے۔ اگرچہ کاغذ اور قلم اس وقت میرے تصرف میں ہیں اور خیالات کے تسلسل کو رقم کرتے چلے جانا بہت مشکل بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں اپنے کاغذ اور قلم کو کسی "حد ادب" سے نہیں گزرنے دینا چاہتا۔

مزید کہتے ہیں:-

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد کہ عمومی روایت سے ہٹنا بھی مشکل ہے میں نے فیصلہ کیا کہ اگر تقریض آج کی ایک اہم ادبی صنف بن چکی ہے تو میں اپنی اس اولین کوشش کو حرف کی صورت میں ان محترم ناقدین کی خدمت میں پیش کروں گا جن کی رائے ان کی معروف ادبی حیثیت میں مجھے خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی بجائے میرے لئے دعوت فکر و عمل بن جائے اس غرض سے میں نے جناب احمد ندیم قاسمی جناب ڈاکٹر شان الحق حقی اور جناب ڈاکٹر محمد علی صدیقی کی خدمت میں کتاب کا مسودہ پیش کیا۔ میں سوچتا ہوں کہ ادب کی دنیا کے ان معتبرین کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے اس کے متعلق اپنا وقت صرف کیا۔ وہ وقت جس پر میرا کوئی تصرف اور حق نہ تھا۔"

احمد ندیم قاسمی کی رائے تو ہم نے پیش کردی ہے۔ ڈاکٹر محمد علی صدیقی کہتے ہیں کہ غفار شاد کا زیر نظر اولین مجموعہ کلام "حرف کی صورت" جدید اردو شاعری میں ایک خوش آئند اضافہ ہے۔ فی زمانہ بعض حضرات کی طرف سے ...پرستی کی وکالت ہو رہی ہے اور بہت ہلکی پھلکی تصوراتی شاعری کی مثالیں سامنے آرہی ہیں۔ یوں لگ رہا ہے کہ شاعر زندگی کے دھارے سے کٹ کر رہ گیا ہے یا پھر وہ جن خیالات کی عکاسی کر رہا ہے وہ ایک نہ صرف پہلے تک کے شاعروں کے طرز احساس کے مقابلے میں خاصی واجبی گہرائی اور گیرائی کی حامل ہے۔ غفار شاد کی شاعری کے مطالعہ سے پہلا تاثر یہ قائم ہوا کہ وہ ابھی تک اہم اور بنیادی خیالات کے والا اور شیدا ہیں انہوں نے شاعری کو نفسیاتی الجھنوں کے تزکیہ نفس کے طور پر نہیں لیا ہے۔ بلکہ شاعری ان کے لئے تاہنوز ایک ہیئت اجتماعی کے مسائل کا انفرادی اظہار ہے اور غفار شاد کی شاعری کا سب سے اہم وصف یہ ہے کہ جہاں ان کی شاعری خود ان کے سوز یقینی کی آئینہ دار ہے۔ وہاں وہ معاشرے کے اندر پائی جانے والی روح فرسا بے چینی اور تموج کی مثالیں بھی پیش کرتی ہے۔"

"شاعری کی طرف عمومی رغبت ہماری روایات میں سے ہے اور قومی پہچان بن گئی ہے۔ اس میں کچھ ہماری زبان اردو کی صلاحیت کو بھی دخل ہے جو فطری اور جذباتی اظہار کے لئے ہر طرح کے نکات و اسالیب سے مالا مال ہے اور قافیہ انتا ارزاں کہ اظہار میں مانع نہیں آتا۔ شاعری ایک فن بھی ہے اور دوسرے فنون لطیفہ کی طرح ایک ہابی یا وقت گزاری کا مشغلہ بھی۔ اور میرے خیال میں اور بہت سے مشغلوں سے بہتر ہے۔ جن میں لوگ سر کو کھپاتے یا وقت گنواتے ہیں۔ شعر گوئی کے شائق بہت سے مکروہات دنیوی سے بچ جاتے ہیں...... آدمی امن کے گنبد میں بیٹھ کر شاعری نہیں کر سکتا۔ زندگی کے ساتھ دست و گریباں رہ کر ہی اچھی اور جاندار شاعری کی جاسکتی ہے۔ یہی صورت غفار شاد کے ساتھ بھی ہے۔ ان کی غزلوں اور نظموں کا مجموعہ "حرف کی صورت" جو بیشتر غزلیات پر مشتمل ہے ان کے ذوق شعری کا شاہد ہے۔ پڑھنے والے کو ان کے اشعار میں لطف کلام کے ساتھ اکثر اپنے ہی دل کی باتیں مل جائیں گی۔ انہوں نے بعض اچھوتی زمینیں اختیار کی ہیں اور انہیں خاطر خواہ نبھانے کی کوشش کی ہے۔

آخر میں وہ کہتے ہیں:-

یہ غفار شاد کی ابتدائی مشق سخن ہے یہ مختصر مجموعہ ان کے ذوق شاعری کا شاہد ہے جس سے اچھی توقعات وابستہ کی جاسکتی ہیں۔"

کتاب کا آغاز انہوں نے ایک مختصر سی آزاد نظم سے کیا ہے۔ اس کے بعد نعتیں بھی ہیں۔ منقبتیں بھی ہیں اور غزلیں بھی۔ وہ کہتے ہیں۔

اے جاتے ہوئے وقت خدا حافظ و ناصر
اے لمحہ موجود تیری دور بلائیں
یہ زیست تو کیا موت بھی اک فرض ہے مجھ پر
مجھ پر میرے احساس کی کتنی ہیں عطائیں
کیوں توڑ نہ دیں آج یہ کشکول گدائی
جو اپنے لئے باعث رسوائی ہے
یہ ہر دم مانگتے ہیں جو خیر اپنے بزرگوں کی
ہم ایسے پیڑ ہیں جو صرف سائے ہی میں پلتے ہیں
جہاں شیشے پہ پہرے ہوں جہاں ہاتھوں میں زنجیریں
وہاں جاری ہو سنگ کوہ سے جوئے رواں کیسے
آنکھ پھر آنکھ ہے اس آنکھ کی وسعت پہ نہ جا
میرے ہر اشک میں ہے کوئی سمندر موجود
یہ کیسی دار ہے مصلوب ہے جس پر بھرم اپنا
یہ کیسا قتل ہے جس پر کوئی ماتم نہیں ہوتا
اٹھا لیتا ہے ہر اچھے برے کو وہ سر آنکھوں پر
مزاج آئینہ لیکن کبھی برہم نہیں ہوتا
تپتے صحراؤں کی کچھ پیاس بجھا دیتا ہوں
اور کیا دشت کو میں آبلہ پا دیتا ہوں
آنا خود اپنے آپ لکیروں کے جال میں
اور گردشوں کا حال ستاروں سے پوچھنا
ایسا نہ ہو کہ تجھ کو میں پھر بھی نہ پا سکوں
سوچوں کو میری وسعت کون و مکاں نہ دے
اس دور میں محبتیں نیلام ہو گئیں
اس دور میں وفاؤں کے بیوپار ہو گئے

غفار شاد کا کلام جو حرف کی صورت" میں سامنے آیا ہے اگرچہ ان کی ابتدائی کوشش کا آئینہ دار ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کو اس میں بہت اچھے اچھے اشعار ملیں گے۔

مضمون کا تنوع ملے گا اور اظہار بیان آپ کو پسند آئے گا۔ یہ کتاب دبستان کامل کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے اور گلشن جمال راشد منہاس روڈ کراچی 15- سے مل سکتی ہے۔ اس کا انتساب آپ نے یوں "اس ہستی کے نام کیا ہے جس نے مجھے پہلے پہل روشنی کی راہ دکھلائی"

ہم غفار شاد صاحب کو اس میدان میں آنے کا ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ان کی شاعری دلوں کو گرمانے والی اور روحوں کو بلندیوں تک لے جانی والی ثابت ہو۔ کتاب کی ضخامت 208 صفحات ہے اور اس کی قیمت -/165 روپے ہے۔ سفید کاغذ۔ نہایت دیدہ زیب کتابت سخت جلد اور اس پر آرٹسٹک ڈسٹ کور۔ کتاب کے ٹائٹل پر آپ کی تصویر بھی موجود ہے جس کے نیچے لکھا ہے۔

یوں ابھر آتے نہیں چہرے یہ تازہ خد و خال
مدتوں دیکھا ہے میں نے شاد چھپ کر آئینہ

(ن س)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

یاد رکھو کہ انسان کی ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ ان تمام دقیق در دقیق خدا کے کاموں کو دریافت کر سکے بلکہ خدا کے کام عقل اور فہم اور قیاس سے برتر ہیں۔ اور انسان کو صرف اپنے اس قدر علم پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو کسی حد تک سلسلہ علل و معلولات کا معلوم ہو گیا ہے۔ کیونکہ انسان کا وہ نہایت ہی محدود ہے۔ جیسا کہ سمندر کے ایک قطرہ میں سے کروڑم حصہ قطرہ کا۔ اور حق بات یہ ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود ناپیدا کنار ہے ایسا ہی اس کے کام بھی ناپیدا کنار ہیں۔ اور اس کے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنا انسانی طاقت سے برتر اور بلند تر ہے۔ ہاں ہم اس کی صفات قدیمہ پر نظر کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں رہتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق پہ قدامت نوعی پائی جاتی ہے۔ یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدیم سے موجود چلی آئی ہے۔ مگر شخصی قدامت باطل ہے۔ اور باوجود اس کے خدا کی صفت افناء اور احیاء بھی ہمیشہ اپنا کام کرتی چلی آتی ہے وہ بھی کبھی معطل نہیں ہوئی۔

تحریک جدید

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اس عظیم الشان تحریک جدید کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ سب سے پہلے یہ واضح فرمایا کہ یہ تحریک منجانب اللہ تحریک ہے۔ فرمایا

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کردیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

کانگریس کی شکست اور نرسیمار اؤ کا استعفیٰ

جمعہ 10- مئی کو بھارت کے وزیر اعظم مسٹر نرسیمار اؤ نے اپنا استعفیٰ صدر بھارت ڈاکٹر شنکر دیال شرما کو پیش کر دیا- اسی روز بھارتیہ جنتا پارٹی کے وزارت عظمیٰ کے امیدوار مسٹر اٹل بھاری باجپائی نے صدر بھارت سے ملاقات کی- اس روز یہ بات کھل کر سامنے آچکی تھی کہ کانگرس پارٹی بھارت کے 11 ویں عام انتخابات میں شکست کھا چکی ہے اور بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) بھارت کی 543 رکنی لوک سبھا (قومی اسمبلی) میں واحد اکثریتی پارٹی بن کر سامنے آچکی ہے- اگرچہ بی جے پی کو بھی قطعی اکثریت حاصل نہیں ہو سکی- بی جے پی کے سربراہ مسٹر ایل کے ایڈوانی نے' جو خود تو حوالہ رشوت سکینڈل میں نامزد ہونے کی وجہ سے الیکشن نہیں لڑ رہے' کہا ہے کہ وہ بھارت کی علاقائی پارٹیوں سے مل جل کر مخلوط حکومت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے-

بھارت کی سیاست کا بنیادی نعرہ پچھلے پچاس سال میں سیکولرزم رہا ہے- بھارت میں اگرچہ ہندو مذہب کے لوگ بھاری اکثریت میں ہیں مگر لگ بھگ 12- 14 کروڑ مسلمان (پاکستان کی آبادی کے قریباً برابر) اور ان کے علاوہ سکھ اور عیسائی بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں- اس کے علاوہ کئی مختلف قومیں اور نسلیں اس ملک میں' جسے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریہ ہونے کا دعویٰ ہے' آباد ہیں- مذاہب کے اس اختلاف کی وجہ سے اور علاقے میں اطراف میں مسلمان ممالک کی موجودگی وجہ سے بھارت ہمیشہ اپنی ہندو شناخت چھپانے اور سیکولرزم کا پرچار کرنے میں مصروف رہا ہے- بھارتی کانگرس جس کے لیڈروں میں آنجہانی وزرائے اعظم پنڈت جواہر لال نہرو' لال بہادر شاستری' مسز اندرا گاندھی' راجیو گاندھی اور اب آخری وزیر اعظم مسٹر نرسیمار اؤ شامل تھے سبھی سیکولرزم کے پرچارک تھے-

لیکن آزاد بھارت کی تاریخ کے لگ بھگ پچاس سال میں یہ پہلی بار ہوا ہے کہ ہندو فرقہ پرست پارٹی بی جے پی نے سب سے بڑی پارٹی کے طور پر ووٹ حاصل کئے ہیں- اس اعتبار سے 11 ویں عام انتخابات میں بھارت کے سیکولرزم کو بھی شکست ہو گئی ہے-

بھارت کا آئندہ وزیر اعظم کون ہو گا اور آئندہ حکمرانی کس پارٹی کو ملے گی اس بارے میں آئینی ماہرین کا کہنا ہے کہ جمہوری روایات کے تحت حکومت بنانے کی دعوت اس پارٹی کو ملنی چاہئے جس نے سب سے زیادہ سیٹیں جیتی ہیں- بی جے پی کے مسٹر اٹل بھاری واجپائی نے بعد کے روز اسی مقصد کے لئے بھارتی صدر مسٹر شنکر دیال شرما سے ملاقات کی تھی-

دوسری طرف سیکولرزم کا نعرہ لگانے والوں کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ نیشنل فرنٹ اور بائیں بازو کا فرنٹ اپنی اتحادی پارٹیوں کے ساتھ مل کر سب سے بڑا گروپ ہے- اس لئے اس کو حکومت سازی کی دعوت ملنی چاہئے- خیال ہے کہ یہ گروپ حکومت بنانے کے لئے کانگرس کی حمایت حاصل کر لے گا- اگر ایسا ممکن ہوا اور اس دھڑے کے لوگ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس گروپ کا کوئی شخص وزارت عظمیٰ کے عہدے پر فائز ہو سکتا ہے- کہا جا رہا ہے کہ مسٹر نرسیمار اؤ اس کوشش میں ہیں کہ وہ اس گروپ کی حمایت حاصل کر لیں- اور پھر خود یا غالباً مسٹر جیوتی باسو وزارت عظمیٰ حاصل کر لیں- مسٹر جیوتی باسو معروف کمیونسٹ لیڈر ہیں- اور بائیں بازو کی نمائندگی کرتے ہیں-

بھارتیہ جنتا پارٹی عام طور پر ہندو فرقہ پرست انتہا پسند پارٹی شمار کی جاتی ہے- اس پارٹی کا سب سے بڑا نشانہ مسلمان رہے ہیں- اور بابری مسجد وغیرہ تنازعات میں اس پارٹی نے کھلم کھلا مسلمانوں کی مخالفت کی اور اس پارٹی کے اقتدار میں آجانے کی صورت میں بھارت کے مسلمانوں پر نہایت برا وقت آجانے کا خطرہ ہے-

ماضی میں عام طور پر بھارتی ووٹر انتہا پسند ہندو پارٹیوں کی طرف اکثریت کے انداز میں مائل نہیں ہوتے تھے- لیکن اس باری بھارتی ووٹر نے اپنا مزاج ہندو فرقہ پرست اور انتہا پسند پارٹی کا سا بنا لیا ہے- ہندوستان کی سیاست میں حالات کی یہ کروٹ سب سے زیادہ فکر انگیز ہے- اگر بی جے پی نے اقتدار حاصل کر لیا تو اس کا ساتھ دینے والوں میں بھی انتہا پسند ہندو پارٹیاں شامل ہوں گی- تاہم ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کو حکومت بنانے کے لئے ایسی پارٹیوں کی مدد بھی حاصل کرنا ہو گی جو اس کی انتہا پسندانہ پالیسیوں سے متفق نہیں ہوں گے- اس لئے بی جے پی کو اپنی انتہا پسندانہ پالیسیوں پر نظر ثانی کرنی پڑے گی- پاکستان میں کراچی کے ہنگاموں میں بی جے پی کے ملوث ہونے کے الزامات لگائے گئے تھے- بی جے پی کے لیڈر اٹل بھاری واجپائی نے ان الزامات کا انکار کرتے ہوئے طنزاً کہا تھا کہ ابھی تو بی جے پی اقتدار سے باہر ہے تو اس پر یہ الزامات عائد کئے جا رہے ہیں- اگر یہ پارٹی اقتدار میں آگئی تو پھر کیا ہو گا- اگرچہ مسٹر باجپائی نے اگلے ہی سانس میں اپنی کہی ہوئی بات کی تردید کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا کہ' کچھ نہیں ہو گا- امن ہو گا- شانتی ہو گی وغیرہ وغیرہ- لیکن سیاسی تجزیہ نگار بی جے پی کے اقتدار میں آنے کی صورت میں نہایت خوفناک صورت حال پیش آنے کے خطرات کی نشاندہی کر رہے ہیں- اور یہ تمام خطرات واضح طور پر ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ہوں گے-

بھارت کے انتخابات سے پہلے رائے عامہ کے جو جائزے لئے گئے تھے ان کے مطابق توقع تھی کہ پارلیمنٹ میں کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہ کر سکے گی اور یہ کہ بی جے پی بڑی اکثریتی پارٹی بن کر سامنے آئے گی- رائے عامہ کے یہ جائزے بالکل صحیح ثابت ہوئے ہیں- بھارت میں ہنگ Hung پارلیمنٹ یعنی اکثریت سے محروم پارلیمنٹ وجود میں آچکی ہے اور حکومت جس کسی کی بھی بنے گی وہ مخلوط حکومت ہو گی-

بھارتی کانگرس کی شکست کے بعد کانگرس کی لیڈر شپ میں بھی تبدیلی کی باتیں ہو رہی ہیں- اب مسٹر نرسیمار اؤ کو پارٹی کی قیادت پر فائز رہنا دشوار ہو گا- بظاہر ان کا سیاسی کیریئر اب ختم ہو چکا ہے- نئے کانگرسی سربراہ کے طور پر آنجہانی راجیو گاندھی کی بیوہ اطالوی نژاد سونیا گاندھی کو آمادہ کرنے کی کوششیں ایک بار پھر شروع کر دی گئی ہیں- راجیو گاندھی کی ہلاکت کے بعد سونیا گاندھی کو کانگرس کی قیادت پر راضی کرنے کی انتہائی کوششیں کی گئی تھیں مگر وہ بھارتی سیاست میں تشدد کے رجحان سے شاید خوفزدہ اور بیزار تھیں اس لئے انہوں نے وزیر اعظم بننے کے واضح چانس کو مسترد کر دیا تھا- اب ایک بار پھر ان کو سرگرم سیاست میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا جا رہا ہے- اور اس کوشش میں پیش پیش وہ لوگ ہیں پہلے ہی مسٹر نرسیمار اؤ سے ناخوش تھے اور پارٹی چھوڑ گئے تھے- اگرچہ الگ ہونے والوں کی پارٹی جسے تیواڑی کانگرس کا نام دیا گیا تھا' وہ بھی حالیہ الیکشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر سکی-

---

بقیہ صفحہ 3

کسی ایسے خاندان سے ان کا تعلق ہوا ہے- جس میں غیرت یا احساس نفس کمال کو پہنچا ہوا ہو چنانچہ ان کی وفات پر جو عزیز ان کے لئے قرابت داروں میں سے یہاں پہنچے- انہوں نے ایک واقعہ بتایا- اور کہا- کہ ان کے والد جن کا نام خان عطا محمد تھا- ابتداء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج میں صوبیدار تھے- 1957ء کی جنگ آزادی کے بعد کے ایام تھے- خان عطا محمد صاحب کی جوانی کا ابتدائی زمانہ تھا- ان کی بہادری اور جرات کی وجہ سے انگریز افسران کی عزت کرتے تھے- دہلی کی سلطنت بالکل ختم ہو چکی تھی اور وہاں کے شاہی خاندان کے کئی افراد ادھر ادھر خانہ بدوشوں کی طرح پھر رہے تھے چند گورہ سپاہیوں کے خیمے سرحدی اضلاع میں ایک جگہ نصب تھے- اور ان کے ساتھ ہی خان محمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کا خیمہ تھا کہ یکا رات کے وقت ساتھ کے خیمے سے بعض عورتوں کے رونے اور چیخنے کی آوازیں آئیں- خان عطا محمد صاحب فوراً مسلح ہو کر وہاں پہنچے معلوم ہوا کہ ایک خیمے میں دہلی کے شاہی خاندان کی چند عورتیں ہیں- اور ایک انگریز سارجنٹ ان سے ناروا سلوک کرنا چاہتا ہے- خان عطا محمد صاحب معاملہ فوراً بھانپ گئے- پہلے اس سارجنٹ سے تلخ کلامی ہوئی- پھر دست بدست لڑائی ہوئی...... وہ سارجنٹ زخمی ہوا- یہ بھی زخمی ہوئے- مگر رات کی تاریکی میں یہ ان مظلوم عورتوں کو لے کر گھوڑے دوڑاتے ہوئے سرپٹ نکل گئے افراتفری کا زمانہ تھا- درجنوں قافلے پناہ کی تلاش میں ادھر ادھر سرگرداں تھے باوجود کوشش کے ان کا پتہ نہ مل سکا- روایت ہے کہ خان صاحب نے انہیں خود دہلی چھوڑ کر آنے کی پیشکش کی- مگر ان عورتوں نے کہا- کہ اب دہلی کا قلعہ ایک خواب بن چکا ہے- اور ان کا کوئی عزیز زندہ موجود نہیں- چنانچہ چند مہینوں کے بعد ان میں سے ایک خاتون شہزادی بیگم سے ان کا نکاح ہوا- اور یہ اپنے جدی علاقے کے ایک دور افتادہ علاقے میں آباد ہو گئے- انہی کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے خان عطا محمد صاحب کو تین بچے عطا فرمائے- جو اپنے والدین کے اوصاف میں سے غیرت اور قناعت جیسی دولت کے مالک تھے- مدتوں تک ان کا مسکن وہی دور افتادہ علاقہ رہا- اور آخر جوان ہونے پر یہ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے-

(الفضل 15- نومبر 1967ء)

بقیہ صفحہ 4

وہی اعداد جو شروع میں دیئے گئے تھے یعنی مرد و زن کی خواندگی کی شرح اس کا موازنہ تو کیجئے انڈونیشیا سے وہاں 75 فی صد عورتیں اور 85 فی صد مرد خواندگی کے دائرہ میں آچکے ہیں جب کہ ہم 30 فی صد کہہ کر بھی جھینپ جاتے ہیں کہ یہ مبالغہ ہی نہ سمجھا جائے- بھلا کر سکتے ہیں ہم مقابلہ ان ممالک سے ہم پیسے خرچ کرنے میں اتنے کنجوس بھی نہیں اور پیسے اکٹھے کرنے کا کوئی مسئلہ بھی نہیں- مثلاً ایک اعلان ہوا کہ ورلڈ کپ کے کرکٹ میچوں میں اگر ہماری ٹیم جیت گئی تو فی کھلاڑی اتنے اتنے لاکھ روپے دیئے جائیں گے- بڑے نیک ارادے تھے- افسوس ان کی تکمیل نہ ہو سکی- مگر چلئے رقم تو بچ گئی- اب کیجئے خرچ اسے پرائمری تعلیم پہ- بنایئے ان کروڑوں اربوں کے پرائمری سکول' دیجئے تعلیم کو فروغ- بھلا اس سے بہتر اس جمع شدہ رقم کا اور کیا مصرف ہو سکتا ہے- سو فنڈ بھی موجود ہیں-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے ممالک کے تجربے سے بھی ہم آگاہ ہیں- بات صرف صحیح سکیم بنانے اور اس پہ دیانت داری سے عمل کرنے کی ہے' خدا کے لئے اب بالغاں کا پیچھا چھوڑیئے- بوڑھے طوطوں کو پڑھانے کا خیال ترک کریں' ہماری ایسی بہت سی سکیمیں فلاپ ہو چکی ہیں- اب مت لٹائیے مزید رقم اس خام خیالی پہ- زور دیجئے پرائمری تعلیم پہ- جس کے نتیجہ میں بالآخر سو فی صد خواندگی کی تمنا کی جاسکتی ہے- شاید ہمارے ماہرین تعلیم ایک اور بات' ایک وعدہ بھولے ہوئے ہیں- ہم نے 1990ء میں "تعلیم سب کے لئے" کی انٹرنیشنل کانفرنس میں سب کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ 2000ء تک پرائمری تعلیم کا سو فی صد ہدف پورا کریں گے مگر ہم "وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا" کے قائل ہیں' اس لئے اگرچہ اس پہ چھ سال بیت گئے ہیں ہم نے اس سمت کوئی خاص قدم نہیں اٹھایا- اور ہدف کے قریب ہونے کی بجائے کچھ اس سے دور ہی ہو گئے ہیں کاش آج کوئی تو یہ بیڑہ اٹھائے- پرائمری تعلیم کو عام کرنے کے لئے- اقوام عالم سے شرمندگی سے بچنے کے لئے- اندھیروں کی گھمبیرتا سے نکلنے کے لئے' ملک کے اہم ترین مسئلہ کو حل کرنے کے لئے عملی قدم اٹھائے- اور اس پہ مستقل مزاجی اور دیانت داری سے عمل کروائے- اگر کوئی ایسا مرد قلندر مل گیا تو شاید اس ملک کی تقدیر بدل جائے ہمیں اندھیروں سے نجات ملے بعد شاید ہم فقط ترسائی' للچائی نظروں سے دوسروں کو ہی نہ دیکھتے رہ جائیں- شاید تاریکیاں روشنیوں میں بدل جائیں- شاید جہالت کی پرچھائیں دور ہوں- شاید تاریک کونے جگمگا اٹھیں شاید مشعلیں جل اٹھیں اور اجالا ہو جائے-

بقیہ صفحہ 1

ہمارا کوئی حق ہے یا ہم کوئی حق بجا لائے ہیں- کیونکہ درحقیقت نیک وہی ہے جس کی توفیق سے کوئی انسان نیکی کر سکتا ہے اور وہ صرف خدا ہے- پس انسان کسی اپنی ذاتی لیاقت اور ہنر کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے انصاف کا مطالبہ ہرگز نہیں کر سکتا- (کلام الٰہی) کی رو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں-" روحانی خزائن جلد 23 ص 23)

دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی عرفان عطا کرے تاکہ ہم عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ کے پیار اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں-

(از خطبہ 21- اکتوبر 1977ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ نمبر ضرور لکھا کریں

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

منگل 14- مئی 1996ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-00 (صبح) تلاوت' حدیث' خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- ترتیل... سبق نمبر 22
5-00 لقاء مع العرب نمبر 29
6-00 دینی تعلیمات- تاریخ احمدیت از بی اے رفیق صاحب
7-00 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے سبق نمبر 127
8-00 فرنچ پروگرام- فرنچ سیکھئے- سبق نمبر 9
9-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ریکارڈنگ 13- مئی 1996ء)
10-00 تلاوت- حدیث- خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر- ترتیل... سبق نمبر 22
11-00 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس کبڈی سیمی فائنل ربوہ بمقابلہ لاہور
12-00 پشتو پروگرام
1-00 (دوپہر) لقاء مع العرب نمبر 29
2-00 بنگلہ پروگرام
3-00 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے سبق نمبر 127
4-00 تلاوت- حدیث- خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- ترتیل... سبق نمبر 22
5-00 فرام دی آرکائیوز
6-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ریکارڈنگ 14- مئی 1996ء- نیا)
7-00 طبی معاملات- یرقان
7-30 فرسٹ ایڈ- از ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب
8-00 لقاء مع العرب نمبر 30 (نیا)
9-00 ....اصول کی فلاسفی نمبر 3
10-00 تلاوت- حدیث- خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات
11-00 جرمن پروگرام
12-00 (رات) حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے- سبق نمبر 128 (نیا)
1-00 اراؤنڈ دی گلوب ہماری کائنات نمبر 23
2-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ریکارڈنگ 14- مئی 1996)
3-00 چینی پروگرام- چینی زبان سیکھئے
3-30 چینی پروگرام- مطالعہ کتب

بدھ 15- مئی 1996ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

4-00 (صبح) تلاوت- حدیث- خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سے ملاقات
5-00 لقاء مع العرب نمبر 30 (دوبارہ)
6-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات نمبر 23 (دوبارہ)
7-00 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے نمبر 128 (دوبارہ)
8-00 چینی زبان سیکھئے (دوبارہ)
8-30 چینی پروگرام- مطالعہ کتب (دوبارہ)
9-00 ترجمہ کلام الٰہی از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ریکارڈنگ 14- مئی 1996)
10-00 تلاوت- حدیث- خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر
11-00 طبی معاملات- یرقان- (دوبارہ)
11-30 فرسٹ ایڈ از ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب (دوبارہ)
12-00 رشین پروگرام
1-00 (دن) لقاء مع العرب نمبر 30 (دوبارہ)
2-00 بنگلہ پروگرام- اردو پروگرام
3-00 حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے نمبر 128 (دوبارہ)
4-00 تلاوت- حدیث- خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب سے ملاقات
5-00 انڈونیشین پروگرام
5-30 مجلس سوال و جواب
6-00 نیچرل کیور- ہومیو پیتھی کلاس (ریکارڈنگ 15- مئی 1996ء- نئی)
7-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- دلبر مرا یہی ہے
8-00 لقاء مع العرب نمبر 31 (نیا)
9-00 فرنچ پروگرام
10-00 تلاوت- حدیث- خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر- ترتیل... سبق نمبر 23 (نیا)
11-00 جرمن پروگرام
12-00 (رات) حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے سبق نمبر 129 (نیا)
1-00 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل- کراچی کچن
1-30 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل- پیرہن- کپڑے سینے کا سبق
2-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھی (ریکارڈنگ 15- مئی 1996ء دوبارہ)
3-00 عربی پروگرام- عربی سیکھئے سبق نمبر 7
3-30 عربی پروگرام- تشریح کلام الٰہی

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترم سید مختار احمد ہاشمی صاحب کی صاحبزادی امتہ العزیز شاہدہ ہاشمی صاحبہ اہلیہ مکرم سید مشتاق احمد ہاشمی صاحب گلستان کالونی فیصل آباد رسولی بننے کی وجہ سے بیمار ہیں- آج کل ہومیو پیتھک علاج جاری ہے- احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے-

احباب محتاط رہیں

○ ایک شخص مسمی ضیاء اللہ خان ساکن فیکٹری ایریا ربوہ کے بارہ میں شکایات ملی ہیں کہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اور اپنے آپ کو غریب و مجبور ظاہر کر کے احباب سے رقم بٹورتا ہے- حتیٰ کہ وہ اپنی اہلیہ کی تجہیز و تکفین کے لئے بھی مدد حاصل کر چکا ہے- جبکہ اس کی بیوی اپنے بچوں کے ساتھ بخیریت ہے- احباب اس سے محتاط رہیں-

(نظارت امور عامہ)

معلمین کی فوری ضرورت ہے

○ ایسے احباب جو بچوں کو کلام الٰہی صحت تلفظ کے ساتھ پڑھا سکیں اپنی درخواستیں مقامی صدر جماعت / امیر صاحب کی وساطت سے فوری طور پر بھجوائیں نیز انٹرویو کے لئے 18- مئی بروز ہفتہ صبح دس بجے ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد (وقف عارضی) ربوہ میں حاضر ہوں-

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد وقف عارضی)

درخواست برائے ریسرچ ایسوسی ایٹس

○ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار بایو ٹیکنالوجی اینڈ جینیٹک انجینئرنگ فیصل آباد نے ریسرچ ایسوسی ایٹس مقرر کرنے کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں-

تعلیمی قابلیت میں M.Phil/M.Sc مندرجہ ذیل مضامین میں سے ایک میں فرسٹ کلاس کے ساتھ ہونا لازمی ہے- باٹنی- بیالوجی- بایو کیمسٹری- مائیکروبیالوجی- مالیکیولر بیالوجی

درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 23- مئی 96ء ہے- سلیکشن سے قبل ایک تحریری امتحان اور انٹرویو دینا لازمی ہوگا- مزید معلومات کے لئے نظارت تعلیم سے رجوع فرمائیں-

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 13- مئی-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 26 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 37 درجے سنٹی گریڈ

○ لاہور ہائی کورٹ کے 30 غیر مستقل ججوں کے بارے میں سفارشات مکمل کرلی گئی ہیں۔ ان کے مستقل کرنے کے بارے میں یہ کارروائی سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کی روشنی میں کی جا رہی ہے۔ ان میں سے 26 ججوں کی تقرریاں پیپلزپارٹی کے دور میں ہوئیں۔ 4 کو موجودہ حکومت نے مستقل نہیں کیا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس خلیل الرحمان نے چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ سے بھی متاثرہ ججوں کے بارے میں صلاح ومشورہ کیا۔ متاثرہ ججوں میں فارم تقسیم کرکے ان کی اہلیت کی شرائط کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں چھ سے آٹھ تک جج صاحبان دس سالہ سرگرم پریکٹس کی شرائط پر پورے نہیں اترے۔

○ نئے بجٹ میں تیل گیس اور بجلی کے نرخ نہ بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ آئی ایم ایف کے دباؤ پر قیمتوں میں تین ماہ بعد اضافہ کرنے کی یقین دہانی کرادی گئی۔ دفاعی بجٹ میں اضافہ کیا جائے گا۔ عالمی مالیاتی ادارے کی کئی تجاویز مان لی گئیں نئے بجٹ میں فکسڈ ٹیکس اور ڈیوٹی کا طریق ختم کردیا جائے گا۔

○ سابق بھارتی وزیراعظم مسٹر نرسیمار اؤ کو دوبارہ کانگرس کی پارلیمانی پارٹی کا صدر منتخب کر لیا گیا ہے۔ کانگرس مسٹر راؤ کی قیادت میں حالیہ انتخاب ہار گئی ہے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بی جے پی کے نامزد وزیراعظم مسٹر اٹل بہار واجپائی کا کشمیر پر بیان مثبت ہے مگر ہمیں ان سے زیادہ توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ بھارتی انتخابات ان کا اندرونی معاملہ ہیں ہمیں ان کے نتائج سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ نئی بھارتی حکومت کشمیر پر سنجیدگی اپنائے۔ مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کے ڈرامہ کا ڈراپ سین ہونے والا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب وہاں آزادی کا سورج طلوع ہوگا۔ کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان مسئلہ کشمیر کو ہر علاقائی اور بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اجاگر کرتا رہے گا۔

○ صوبائی حکومتوں کو وزیراعظم نے ہدایت کی ہے کہ امن وامان کی صورت حال برقرار رکھنے کے لئے سخت ترین حفاظتی انتظامات کریں۔

○ اقوام متحدہ نے عالمی بحران کے پیش نظر کنٹرول لائن پر فوجی مبصرین کی تعداد بڑھانے کی پاکستان کی تجویز ختم کردی ہے۔ فوجی مبصرین کی تعداد 45 ہی رہے گی۔ دو مبصرین کی آسامیاں خالی ہیں۔ پاکستان یہ تعداد 45 سے بڑھا کر 250 چاہتا ہے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو جولائی میں جنوبی کوریا کا دورہ کریں گی۔ یہ دورہ دو دن کا ہوگا۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے تین ججوں پر مشتمل تحقیقاتی ٹریبونل نے جاوید اشرف کیس کی تحقیقاتی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کردی ہے۔ حکومت نے تین فاضل جج صاحبان پر مشتمل ٹریبونل کو پندرہ دن کا وقت دیا تھا جو گزر چکا ہے نئے نوٹیفیکیشن کے اجراء تک کارروائی معطل رہے گی۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری مشہد پہنچ گئے ہیں۔ یہاں سے وہ ترکمانستان کے دارالحکومت اشک آباد میں اقتصادی تعاون کی تنظیم ایکو کے سربراہی اجلاس میں شرکت کے لئے روانہ ہوجائیں گے۔

○ کراچی میں ایم کیو ایم کی اپیل پر یوم سوگ اور احتجاج کے موقع پر چند نامعلوم افراد نے ایم کیو ایم عزیز آباد کے دفتر پر حملہ کیا اور گودام اور گاڑیوں کو پٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔ جس سے علاقے میں کشیدگی پھیل گئی۔ چار گاڑیوں کو نقصان پہنچا جن میں سے تین مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔ حملہ آوروں نے عمارت میں موجود عورت کی نعش کے ساتھ لواحقین کو بھی یرغمال بنالیا۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ خدمت خلق کراچی کے دفتر پر حملہ بدترین ریاستی دہشت گردی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حملے کی ذمہ داری بے نظیر بھٹو، وزیر داخلہ اور وزیر اعلیٰ سندھ پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ صدر مملکت اور آرمی چیف اس سنگین واقعہ کا نوٹس لیں۔

○ بلوچستان کے لیڈر مسٹر اکبر بگٹی نے الزام لگایا ہے کہ پنجاب میں بم دھماکے خود حکومت نے کرائے ہیں۔ یہ دھماکے کرا کے بھارتی کانگرس کی سیاسی پوزیشن مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

○ امسال حج کے دوران 100 پاکستانی عازمین حج کے دوران انتقال کرگئے۔ ان میں سے 86 کے نام معلوم ہوسکے ہیں۔ صرف ایک حاجی شاہد حسین کی میت وطن واپس لائی جاسکی۔ باقی حجاج کو جنت البقیع یا مکہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔ امسال ایک لاکھ سات ہزار پاکستانیوں نے حج کیا۔ دو پاکستانی خواتین نے بچوں کو جنم دیا۔ 5 پاکستانی مختلف الزامات کے تحت گرفتار ہوئے۔

○ پنجاب کے گورنر راجہ سروپ خان امریکہ میں دل کا علاج کرانے کے بعد خیریت سے واپس آگئے ہیں۔

○ پنجاب کابینہ نے گورنمنٹ کالج لاہور کو تعلیمی خودمختاری دے دی ہے۔ کابینہ نے ایک ہزار فیئر پرائس شاپس کھولنے کا بھی فیصلہ کیا۔ اب گورنمنٹ کالج لاہور اپنی ڈگریاں خود جاری کرے گا۔ اس بارہ میں مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

○ مبصرین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ کانگرس کی شکست کے بعد اب مقبوضہ وادی کشمیر میں انتخابات منعقد نہیں ہوسکیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بی جے پی اور فرنٹ دونوں مقبوضہ وادی میں انتخابات کے مخالف تھے۔

○ گوجرہ میں 14 سالہ معصوم لڑکے کی پولیس تشدد سے ہلاکت کے بعد تھانیدار اور 6 پولیس والوں پر قتل کا مقدمہ قائم کردیا گیا ہے۔ بچے کے سوگ میں سارا شہر بند رہا۔ بچے کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کردیا گیا۔ تاہم ابھی تک کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

○ گنگارام ہسپتال میں بم کی افواہ پھیلنے پر مریض بستر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ہسپتال میں زبردست خوف وہراس پھیل گیا۔ دو گھنٹے کی مسلسل تلاش کے باوجود کچھ نہ مل سکا۔

○ بھارت میں حکومت سازی کے بارے میں صدر مملکت ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے کہا ہے کہ وہ کوئی جلدی نہیں کریں گے اور نئی لوک سبھا کے پہلے اجلاس کے بعد کسی کو حکومت بنانے کے لئے کہیں گے اب تک جن چار سیاستدانوں کے نام اس سلسلے میں سب سے آگے ہیں ان میں بی جے پی کے اٹل بہاری واجپائی، جنتادل کے وی پی سنگھ، کمیونسٹ لیڈر جیوتی باسو اور کے رام نرائن شامل ہیں۔

○ بی جے پی کی طرف سے بھارت کی وزارت عظمیٰ کے امیدوار مسٹر اٹل بہاری واجپائی نے کہا ہے کہ اگر میں وزیراعظم بن گیا تو کشمیر میں پاکستان کی حمایت سے جاری بدامنی ختم کرنا اور دیانتدار حکومت کا قیام پہلی ترجیح ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھارت میں مستحکم حکومت تشکیل دینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

○ شیعہ رہنما فیاض حیدری جو مبینہ طور پر پولیس تشدد سے ہلاک ہوئے ان کا جنازہ اٹھنے پر ان کے والد محمد شفیع حیدری بھی وفات پا گئے۔ لاہور میں جنازہ کا جلوس احتجاجی مظاہرے میں بدل گیا۔

اقصیٰ روڈ
بشیر گولڈ سمتھ
ربوہ
فون: دوکان 211806 رہائش 211883

ضیاء آرنیکا ہیئر آئل
سر کے بالوں کی خشکی، سکری، سفیدی اور بال گرتے ہوں تو بفضل خدا بہترین ٹانک ہے۔ میڈیکل اور جنرل سٹورز سے بھی حاصل کریں۔
تیار کردہ: الضیاء فارمیسی آف بھٹی ہومیو کلینک رحمت بازار ربوہ

حکیم منور احمد ابن حکیم عبدالعزیز چک چٹھہ حافظ آباد والوں
کا ربوہ میں
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ

عورتوں اور بچوں کے مشہور معالج حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ **مطب حمید** (رجسٹرڈ)
اولاد کا نہ ہونا۔ پیدا ہو کر فوت ہوجانا۔ نرینہ اولاد کی خواہش۔ ماہٹرا۔ ورم و لیکوریا ایام کی بے قاعدگی۔ بچوں کا سوکھا۔ گرمی گیس۔ شوگر۔ بلڈ پریشر کا مکمل علاج ہوتا ہے
پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ فون: 254634

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانا پیش کرتے رہے ہیں
• اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں • عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں
رشید برادرز ٹینٹ سروس
نزد خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار ربوہ
فون دوکان: 211584 فون رہائش: 408
پروپرائٹر: رشید الدین ولد رفیع الدین

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا // **اکسیر اولاد نرینہ** (کورس)
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے — ۲۵۰ روپے
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کیساتھ مفت طلب کریں۔
بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph: (04524) 211434-212434
Fax: (04524) 534